ڈبلیو سیریز--1998--۲۱واں درس

موضوع---حضرت خدیجہؓ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فَاعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ ا لشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّ حْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۔ اُولٰٓئِ كَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

كَرِيْمٌ (٢٦)

(٢٤ سوره النور۔آیت ٢٦)---صدق الله العظيم

ترجمہ---پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک م رد پاک عورتوں کے لئے ہیں یہ سب اس سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھر رہے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کی رو زی ہے۔

آیئے اللہ رب العزت کا شکر ادا کری ں جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اس نعمتِ عظمٰی سے نوازا، زندگی اور ایمان سے نوازا، ایمان اور احتساب کے ساتھ دن کے روزے اور راتوں کا قیام حالتِ نماز میں ایک ایک لفظ پر جنت دیکھتے ہوئے، جہنم کے تذکروں پر جہنم دیکھتے ہوئے، اع مالِ جنت اور اعمالِ جہنم کے حوالے سے احتساب کی توفیق سے نوازا، تعلق بڑھتا رہا، عمل نکھرتے رہے، عشرہ رحمت سے عشرہ مغ فرت تک پہنچایا اور عشرہ مغفرت سے عشرہ نجات من النار تک پہنچایا (۲۱ویں درس تک لا پہنچایا ہے) اعتکاف کی بخششیں رحمتیں شروع ہو چکیں، اللہ والے نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بستر لے کر مساجد میں پہنچ چکے، اب عید تک حلا ل چیزوں سے بھی رُکے رہیں گے جن سے رُکنا اعتکاف میں ضروری ہے،

کتنے ہی ہمارے محسن، عزیز و اقارب ای سے ہیں جو گزشتہ سال تو ہمارے ہمسفر تھے اب اللہ کو پیارے ہو چکے، اُن کے لئے مغفرت کی دعاؤں کے ساتھ زندگی کی مہلت سے بھرپور فائدہ اٹھایئے،

یہ جان لیجئے کہ بیوی سے بہتر خاوند کو کوئی نہیں پہچان سکتا کوئی نہیں جانتا، اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو کس کردار کی ازواج سے نوازا اس کے لئے

امت کی سب سے پہلی ماں حضرت خدیجہؓ کی عظمتوں کی جھلکیوں سے اسوہ ازواج مؤمنات سیکھتے ہیں

حضرت خدیجہؓ

۱-پہلی عظمت- پہلی عظمت ان کے خاندان کے حوالے سے ہے، قصی پر پہنچ کر اللہ کے رسول ﷺ سے خاندان مل جاتا ہے، والدہ کا نام فاطمہ بنت زاہدہ تھا اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں، حضرت خدیجہؓ کے والد اپنے قبیلے میں نہایت معزز شخص تھے، مکہ آ کر قیام فرمایا، عبدالدار بن قصی کے حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زاہدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے عام الفیل سے ۱۵ سال قبل حضرت خدیجہؓ کی ولادت ہوئی۔

۲-دوسری عظمت- حضرت خدیجہؓ کی خاندان کے حوالے سے اس وقت کی انتہائی قابلِ احترام اور قابلِ قدر شخصیت ورقہ بن نوفل کی تھی جو تورات اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے، پہلا نکاح حضرت خدیجہؓ کا ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے ہوا، دوسرا نکاح ان کے بعد عتیق بن عابد مخزومی سے ہوا، اسی زمانے میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہؓ کے والد بزرگوار لڑائی کے لئے نکلے اور اللہ کو پیارے ہو گئے یہ عام الفیل سے ۲۰ سال بعد کا واقعہ ہے۔

۳-تیسری عظمت- والد بزرگوار اور شوہر کی وفات کے بعد حضرت خدیجہؓ کا ذریعہ معاش تجارت تھا اور اس کی نگران وہ خود تھیں، اپنے اعزہ کو معاوضہ دے کر مالِ تجارت بھیجتی تھیں، ایک مرتبہ مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ جا کر خدیجہ سے ملئے ان کا مال شام جائے گا، بہتر ہوتا کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ چلے جاتے اگر میرے پاس وسائل ہوتے تو میں اپنے سرمائے سے آپ ﷺ کو اس تجارت کے لئے روانہ کرتا۔ جان لیجئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی شہرت وہ جو -رَسُوْلٌ مِنْكُمْ (تم میں سے رسول) کے حوالے سے اللہ رب العزت نے کائنات کو دکھائی تھی پھیل چکی تھی۔ امین کے لقب سے تمام مکہ واقف تھا اور آقائے نامدار ﷺ کے حسن معاملات، راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کا عام چرچا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً از خود پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میرا مال تجارت لے کر شام چلے جائیں اور کاروبار کو اپنے انداز میں دیکھیں ساتھ بھیج دیا کرے گی۔ جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ ﷺ کو اُس سے دگنا دوں گی، نبی کریم ﷺ نے (یہ حلال فکرِ معاش، ابھی نبوت کا ظہور نہیں ہوا) قبول فرما لیا اور مالِ تجارت لے کر میسرہ ((جو حضرت

خدیجہؓ کے (اس وقت تک میسرہ رضی اللہ تعالی عنہ نہیں بنے تھے) انتہائی قابل اعتماد تھے)) کے ہمراہ بصرہ تشریف لے گئے اس سال کا نفع گزشتہ کئی سالوں سے اللہ رب العزت نے کہیں زیادہ دیا۔

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (سورہ آل عمران ۵۴)

اللہ سب سے اعلیٰ تجویز کرنے والے ہیں ترتیب کرنے والے ہیں۔

۴-چوتھی عظمت- حضرت خدیجہؓ کی دولت وثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا لیکن منشاء ایزدی میرے رب کے فیصلے وہ تو نبی کریم ﷺ کے لئے چنی جا چکی تھیں، سرور کائنات ﷺ مال تجارت لے کر شام سے جب لوٹے تو باریک سے باریک بات بھی کھلی جو کہ ان کے ذاتی مشاہدے کی بنیاد پر تھی اور اگر کسی گوشے میں بفرضِ محال اطلاعات کی کوئی کمی تھی تو وہ پوری ہوگئی، اسی پر ربِ رحیم نے حضرت خدیجہؓ سے فیصلہ کروایا اور انہوں نے شادی کا پیغام نفیسہ بنت مینہ (یعلیٰ بن امیہ کی ہمشیرہ) کے ذریعے بھجوایا، نبی کریم ﷺ نے قبول فرمالیا اور شادی کی تاریخ مقرر ہوئی، یہاں جان لیجئے کہ حضرت خدیجہؓ کے والد یقیناً وفات فرما چکے تھے تاہم ان کے چچا عمر بن اسد زندہ تھے ،عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کرسکتی تھیں اسی بنا پر حضرت خدیجہؓ نے چچا کے ہوتے ہوئے خود براہ راست یہ تمام مراحل طے کئے، میں کہوں گا میرے رب نے طے کروائے۔ اس سعادت میں اللہ پاک کسی اور کو شریک نہیں کرنا چاہتے تھے۔

۵-پانچویں عظمت- عمروں کا فرق دیکھیے، حضرت خدیجہؓ ۴۰ برس کی تھیں جبکہ نبی کریم ﷺ ۲۵ سال کے تھے یعنی نکاح بعثت سے، ظہور نبوت سے ۱۵ سال قبل ہوا (یہ لفظ ظہور نبوت کو سمجھتے چلیں، ہر نبی ہر رسول پیدائش سے پہلے نبی اور رسول ہوتا تھا ،-تھا- کا لفظ ضروری ہے اس لئے کہ نبوت ورسالت کے حوالے سے آقائے نامدار ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے، نہ کوئی رسول ہے، نہ کوئی معصوم ہے، نہ کوئی کامل لیکن ظہور نبوت کسی نہ کسی عمر پر ہوکر آیا کرتا تھا) لہذا ظہور نبوت سے ۱۵ سال قبل۔

۶-چھٹی عظمت- ۱۵ برس کے بعد جب ظہور نبوت ہوا، بعثتِ رسالت ہوئی تو آقائے نامدار ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ کو یہ پیغام سنایا، وہ تو پیغام سننے سے پہلے ہی مؤمنہ تھیں کیوں کہ ان سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے صدق کو کون جانتا تھا، ۱۵ سال کا مشاہدہ تھا اور بڑے بڑے مشکل اوقات میں وہی تو معاون و مددگار ثابت ہوئی تھیں انہی کی تو نظر انتخاب تھی انہی کو تو رب نے اس مقامِ عظمیٰ کے لئے نکھارا تھا، بنایا تھا، اٹھایا تھا۔

۸-ساتویں عظمت- ہماری پیاری عائشہ صدیقہؓ نبی کریم ﷺ کی اطلاع پر یہ شہادت دیتی ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ کی

وحی کی ابتدا اچھی خوابوں سے ہوئی اور یہ حضرت خدیجہؓ کے دور کی بات ہے آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے تھے صبح صحیح ثابت ہوتا تھا اس کے بعد آپ ﷺ تنہائی پسند ہوتے گئے چنانچہ وہ وقت آیا کہ کھانے پینے کا سامان لے کر غار حرا تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت کرتے تھے جب سامانِ خورد و نوش ختم ہو چکتا تو پھر اپنی محسنہ، اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لاتے اور پھر واپس جا کر اسی غور و فکر میں مصروف ہوتے یہاں تک کہ ایک دن فرشتہ غار میں نظر آیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ پڑھ۔ نبی کریم ﷺ نے دنیاوی تعلیم کے اعتبار سے جواب دیا (دیکھئے ظہور نبوت کیسے ہوتا ہے؟) میں پڑھا لکھا نہیں، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں فرشتے نے زور سے دبایا اور پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ تو میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں، پھر فرشتے نے زور سے دبایا اور پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا لکھا نہیں، اس طرح سے تیسری دفعہ دبا کر جب چھوڑا تو کہا کہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ (۱) پڑھ اس اللہ کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا،

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ (۳)، پڑھ اور تیرا اللہ کریم ہے۔ (۹۶ سورہ العلق)

یہ ظہور نبوت کا مقام تھا (اب کن شرعی تقاضوں سے گزرے) نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے، وہ جلال کی کیفیت سے لبریز تھے آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو، رسالت مآب ﷺ کو کپڑا اوڑھایا تو ہیبت کم ہوئی جو کہ فقط ایک بہانہ تھا اللہ رب العزت وہ وقت دے رہے تھے، پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھ کو ڈر ہے، حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ متردد نہ ہوں (میں نے کہا تھا ناں کہ پہلے سے مؤمنہ تھیں، اب وہ گواہیاں آرہی ہیں) کہتی ہیں اللہ آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا کیوں کہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں (یہ مشاہدہ تھا)، بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں (یہ مشاہدہ بھی تھا اور خدیجہؓ کی دولت کا مصرف بھی)، مہمان نوازی کرتے ہیں (یہاں بھی دونوں شرطیں آئیں گی)، مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں اور اس تسلی و تشفی کے بعد وہ آپ ﷺ کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو مذہباً نصرانی تھے عبرانی زبان جانتے تھے، عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے اب وہ بوڑھے ہو چکے تھے نابینا ہو چکے تھے، خدیجہؓ نے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنو، بولے کہ اے میرے بھائی کے بیٹے تو نے کیا دیکھا؟ نبی کریم ﷺ نے کیفیت بیان کی تو کہا کہ یہ تو وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا کاش کہ مجھ میں اس وقت قوت ہو اور میں زندہ ہوں جب آپ ﷺ کو قوم آپ ﷺ کے شہر سے نکال دے گی، نبی کریم ﷺ نے

پوچھا کہ کیا لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا کہ ہاں جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے جب بھی جس پر بھی نازل ہوا دنیا اس کی دشمن ہوگئی اور اسے وہاں سے نکال دیا گیا، میں زندہ رہا تو تمہاری مدد کروں گا اس کے بعد بہت جلد ورقہ کا انتقال ہوگیا اور وحی کچھ دنوں کے لئے رُک گئی (صحیح بخاری)۔

۸-آٹھویں عظمت-عفیف کندی سامان خریدنے کے لئے مکہ آئے اور حضرت عباسؓ کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے، صبح کے وقت (اور ابھی وہ بھی رضی اللہ تعالی عنہ نہیں بنے تھے) صبح کے وقت ایک دن کعبہ کی طرف نظر اٹھی دیکھا کہ ایک نوجوان (محمد ﷺ) آئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر قبلہ رخ کھڑا ہوگیا پھر ایک لڑکا اس کی داہنی طرف آکر کھڑا ہوا، پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے تو عفیف نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ کیا کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے؟ حضرت عباسؓ نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے یہ میرا بھتیجا محمد ﷺ ہے اور یہ دوسرا میرا بھتیجا علیؓ ہے اور یہ محمد ﷺ کی بیوی خدیجہؓ ہیں۔ میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اس کا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور جو اللہ حکم دیتا ہے محمد ﷺ وہی کچھ کہتے ہیں اور اب ان کی رائے کہ دنیا میں جہاں تک مجھے علم ہے اس خیال کے یہی تین انسان ہیں (سبحان اللہ)

۹-نویں عظمت-۷ نبوی میں جب قریش نے بھرپور وار کرنے کا فیصلہ کیا تو نبی کریم ﷺ اور آپ کے خاندان کو ایک گھاٹی میں قید کردیا گیا چنانچہ ابوطالب مجبور ہو کر تمام خاندانِ ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزیں ہوئے حضرت خدیجہ بھی ساتھ تھیں، تین سال تک بنو ہاشم نے اس قید میں (حصار میں) گزارے، یہ تین سال کا زمانہ ایسا سخت گزرا کہ رفقاء پتے کھا کر گزر کیا کرتے تھے (سبحان اللہ)۔ حضرت خدیجہؓ کی دولت وہاں بھی کام آتی رہی ان کے اثر سے کبھی کبھی کچھ نہ کچھ پہنچ جاتا تھا، چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے (جو حضرت خدیجہؓ کا بھتیجا تھا) تھوڑا سا اناج اپنے غلام کے ہاتھ بھجوایا، راستے میں ابوجہل بدنصیب نے دیکھ لیا اور چھین لینا چاہا، اتفاق سے

ابوالبختری کہیں سے آگیا وہ اگرچہ کافر تھا لیکن اس کو رحم آیا ابوجہل سے کہا کہ ایک شخص اپنی پھوپھی کو کھانے کے لئے کچھ بھیجتا ہے تو تو کیوں روکتا ہے۔

۱۰-دسویں عظمت-حضرت خدیجہؓ نکاح کے بعد ۲۵ سال تک زندہ رہیں اور ۱۱ رمضان المبارک ۱۰ نبوی یعنی ہجرت سے تین سال قبل انتقال فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال چھ ماہ تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بھرپور جوانی انہی کے ساتھ بسر کی اور ان کی زندگی میں نکاحِ ثانی نہیں کیا۔ حضرت خدیجہؓ کی بہت سی اولادیں تھیں (غور سے سنئے)

--- پہلے خاوند ابو ہالہ سے دولڑکے پیدا ہوئے جن کے نام ہالہ اور ہند تھے۔

--- حضرت خدیجہؓ کے دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اس کا نام بھی ہند تھا۔

نبی کریم ﷺ سے ۲۵ سالوں میں حضرت خدیجہؓ سے چھ اولادیں ہوئیں، دو بیٹے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار بیٹیاں۔ حضرت قاسمؓ سب سے بڑے لڑکے تھے انہی کے نام پر آقائے نامدار ﷺ ابوالقاسم کہلاتے تھے، بہت چھوٹی عمر میں مکہ میں انتقال ہوا، بیٹیوں میں سے بڑی بیٹی حضرت زینب تھیں، دوسری حضرت رقیہؓ تیسری حضرت ام کلثومؓ اور چوتھی سب سے چھوٹی اور اسی نسبت سے لاڈلی حضرت فاطمۃ الزہراؓ تھیں۔ ان چار صلبی بیٹیوں کا ناقابلِ تردید ثبوت ۳۳ سورہ احزاب آیت ۵۹ میں ہے، ارشاد ربانی ہے

- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ --

اے نبی (اے محمد ﷺ)

-- قُلْ --

فرمادیجئے (کس کس کو؟ تین گروہوں کا ذکر آرہا ہے)

-- لِّاَزْوَاجِكَ --

اپنی بیویوں سے (فرمادیجئے)،

-- وَبَنٰتِكَ --

اور اپنی لڑکیوں سے (فرمادیجئے)،

-- وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ --

اور مسلمانوں کی عورتیں سے۔

اب تفصیلات کو ذرا سمجھیں، ازواج میں ساری کی ساری امہات المومنین آگئیں، لفظ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ میں مسلمانوں کی عورتیں بوڑھیاں، نوجوان، بچیاں سب عمروں کی آگئیں، اب ایک ہی لفظ باقی رہا اور وہ رہا -- **وَبَنٰتِكَ** -- اور (محمد ﷺ) آپ کی بیٹیاں۔ جان لیں کہ عربی میں ایک بیٹی کے لئے الگ لفظ ہے - **بنت** - جو استعمال نہیں ہوا۔ دو بیٹیوں کے لئے الگ لفظ ہے - بنتان - جو قرآنِ کریم میں استعمال نہیں ہوا، - بنات - کا لفظ استعمال ہوا ہے جو دو سے زیادہ کے

لئے آتا ہے،

لہذا اہل تشیع کا یہ کہنا یقیناً صحیح نہیں کہ محمد ﷺ کی صرف ایک بیٹی تھی، یہ کہنے سے ۳۳ سورہ احزاب آیت ۵۹ کی براہ راست نفی ہوتی ہے،

نبی کریم ﷺ کی حضرت خدیجہؓ سے چار صلبی بیٹیاں تھیں، (۱) حضرت زینبؓ (۲) حضرت رقیہؓ (۳) حضرت ام کلثومؓ اور (۴) حضرت فاطمۃ الزہراؓ۔

یہ کہنا کہ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ حضرت خدیجہؓ کے پہلے خاوندوں سے تھیں لہذا نبی کریم ﷺ کی لڑکیاں ہی بنیں، بھی اس لئے خیانت ہوگی کہ حضرت خدیجہؓ کی پہلے دو خاوندوں سے لڑکیاں تو نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ میں آتی ہیں

یہ کہنا کہ امت کی سب ہی خواتین اور بچیاں نبی ہونے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی لڑکیاں ہی تھیں صحیح ضرور ہے لیکن اس آیت کے حوالے سے نہیں ورنہ نعوذ باللہ زبان کا عیب کہلائے گا

اگر اللہ نے آپ کو لڑکے نہ دے کر آزمایا ہے تو آپ کی نسبتیں تو محمد ﷺ سے ملتی ہیں اس پر ناز کیجئے ،ویسے بھی لڑکیوں پہ جنت کی بشارت ہے وہ حدیث کتنی عظیم ہے کہ جس نے تین بچیوں کو یا تین بہنوں کو (بہن کا وہی مقام ہے) اللہ کے لئے پالا (یعنی دینی تربیت دی) اللہ کے لئے بیاہ دیا (اسٹیٹس کا وہی مقام رکھا) اس نے جنت خرید لی، جن صحابیؓ کی دو لڑکیاں تھیں، گھبرا کر اٹھے کہ میں تو پیچھے رہ گیا پوچھا اللہ کے رسول ﷺ جس کی دو ہوں، فرمایا اس کے لئے بھی یہی حکم ہے اور راوی کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی اٹھ کر پوچھتا کہ جس کی ایک ہی ہو تو آقائے نامدار ﷺ فرماتے کہ اس کے لئے بھی یہی حکم ہے (شرح السنہ)

نبی کریم ﷺ کی کسی نرینہ اولاد کے نہ بچنے سے اور صرف چار بیٹیوں ہی کے ہونے سے ان کے لئے جنھیں اللہ پاک صرف بیٹیوں ہی سے آزماتے ہیں بشارت ہے کہ ان کی نسبت نبی کریم ﷺ سے بنتی ہے جس پہ وہ اللہ کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے

اگر آپ نے اس عاجز کی معروضات کو غیر متعصب ذہن کے ساتھ ایمان اور عمل کے ارادے سے سنا ہے تو مبارک ہو رجوع کرنے والوں کے لئے اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کی چار صلبی بیٹیوں کی دلیل قرآن کریم سے دلوادی، اور یہ بھی کہ امتِ مسلمہ کی بچیوں اور خواتین کے لئے اسوہ خدیجہؓ آچکا، اب میری بچیو آپ کا مال آپ کی صلاحیتیں اللہ ہی کی راہ میں لگیں گی، اب امت مسلمہ کی بچیوں کا، خواتین کا توشہ آخرت (ایمان کے بعد کیا ہوگا؟) خاوند کی اعلیٰ ترین اطاعت جو کہ

حضرت خدیجہؓ نے کی (لیکن اس فرمان رسول ﷺ کو نہ بھولیں کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں، او رکما قال ﷺ)۔

میری بچیو، میرے محسنو، میرے وارثو قدر کرو، اللہ کے فیصلے برحق ہیں، اب آپ کی بچیاں آپ کے لئے سرمایہء حیات ہوں گی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(اے ۲۰۰۲ء) کی امت مسلمہ، تم میں سے ایک بہت بڑی اکثریت نے، کروڑوں نے اس عاجز کو مسلسل ۹ سال، رمضان المبارک میں پڑھا اور سنا، سراہا، لیکن بہت بڑی اکثریت نے جیسے اسوہ رسول ﷺ کو نہیں اپنایا اسی طرح سے اسوہ صحابہؓ، اسوہ امہات المومنین کو نہیں اپنایا، اسوہ خدیجہ الکبریٰؓ کو بھی نہیں اپنایا نبی کریم ﷺ سے امہات المؤمنین تک کے اسوہ سے اس بے رخی پہ امریکہ اور اس کے حواریوں کے ہاتھوں بالفعل محکومی ومحتاجی کی، ذلت ورسوائی کی -- نقد سزا -- نہ ملتی تو کیا ملتا؟؟

کیا آج بھی اللہ پہ بھروسہ نہیں کرو گے؟ توبہ نہیں کرو گے، ساتھ نہیں دو گے؟